OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
Vol.09 Issue 10 December 2021

عقیدہ تقدیر کے بیان میں قرآنی اسلوب اور حکمتیں

"THE QURANIC STYLE AND WISDOM IN EXPRESSING THE DOCTRINE OF PREDESTINATION"

Dr. Hajira Mariam
Assistant Professor (visiting),Lahore College For Women University, Lahore.

Abstract: This article provides a comprehensive explanation of the Islamic belief in divine predestination and decree (iman bil-qadr wal-qadha) from the perspective of the Quran. It examines various verses from different chapters that discuss *taqdir* (predestination), analyzing their context, wording, styles of expression, and wisdom. The article highlights how the Quran presents the concept of *taqdi*r as an integral part of faith, one of the fundamental articles of faith in Islam, elucidating its different aspects like Allah's knowledge, power, and wisdom. clarifications, amazement, etc. The difference between the terms qadr (divine decree) and qadha (divine ordainment) is also elaborated. The article underscores that the Quran does not repeat subjects verbatim but rather presents varied aspects using different styles to provide comprehensive understanding and remove ambiguity. Expressing the belief in predestination through diverse Quranic modes carries various wisdoms and objectives, such as affirming divine oneness, rejecting polytheism, indicating Allah's knowledge and power, and establishing the wisdom behind human accountability on the Day of Judgment. The article also addresses misconceptions and emphasizes taqdir's role in shaping human personality and strengthening one's faith.

Keywords: *man bil-qadr wal- qadha*, Quranic Modes of expression, *Tawheed*, *Shirk*, Allah's Knowledge and Power, Divine Wisdom

اسلام کے بنیادی ارکان کا ایک اور رکن ایمان بالقدر والقضاء یعنی تقدیر پر ایمان لانا ہے۔اس کی ضرورت واہمیت حدیث جبرئیل علیہ السلام سے بھی ثابت ہوتی ہے جس میں دوسرے ارکان ایمان کے ساتھ ساتھ تقدیر پر ایمان لانے کا بھی ذکر آیا ہے۔فاخبرني عن الایمان ؟ قال: ان تومن باللہ، وملائکتہ وکتبہ، ورسلہ، والیوم الآخر، وتومن بالقدر خیرہ وشرہ.[1] (اس یعنی جبرائیلؑ نے پھر پوچھا: آپ مجھے ایمان کے بارے بتائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے۔) اس سے معلوم ہوا کہ حدیث وسنت کی رو سے ارکان ایمان کی تعداد چھ (٦) ہے لیکن قرآن مجید میں تعداد پانچ (٥) ہے۔چھٹا رکن ایمان بالقدر والقضاء کو قرآن نے عقیدہ توحید ہی کے ضمن میں بیان کیا ہے اور اسے الگ رکن ایمان کی حیثیت سے ممتاز نہیں کیا۔تقدیر پر ایمان لانا چونکہ ارکانِ ایمان میں سے ہے اس لیے جو شخص تقدیر پر ایمان نہیں رکھتا تو اس کا ایمان معتبر اور مقبول نہیں۔وہ شخص کافر ہے جیسا کہ القرآن ونقض مطاعن الرھبان میں ہے۔

" أَنَّ الإيمانَ بالقَدَرِ جُزْءٌ سادسٌ من أَركانِ الإيمانِ، وإذا لم يؤمن الإنسان بالقدرِ كان كافراً، حَتّى لو آمَنَ بأَركانِ الإيمانِ الخَمسةِ الأُخرى: الإيمانُ بالله، وملائكتِه، وكتبِه، ورسلِه، واليومِ الآخِر.[2]

تقدیر پر ایمان ارکان ایمان میں سے چھٹا رکن ہے۔جو شخص تقدیر پر ایمان نہیں رکھتا، وہ کافر ہے خواہ وہ باقی پانچ ارکانِ ایمان: ایمان باللہ، ایمان بالملائکہ، ایمان بالکتب والرسل اور آخرت پر ایمان بھی رکھتا ہو، پھر بھی وہ کافر ہے۔

تقدیر سے مراد اللہ تعالیٰ کے وہ قواعد وضوابط ہیں جو اس نے کائنات کی ہر چیز کے لیے مقرر فرما دیئے ہیں۔یہی وہ تدابیر الٰہیہ ہیں جن کے مطابق دنیا کا یہ سارا نظام چل رہا ہے۔انہی امور پر ایمان لانا عقیدہ تقدیر ہے۔اس کی جامع تعریف تبسیط العقائد الاسلامیہ کے مصنف نے ان الفاظ میں کی ہے۔

" الإيمان بالقضاء والقدر عقيدة من العقائد الاسلامية، التي أسست على الايمان بالله عز وجل، وبنيت على المعرفة الصحيحة لذاته تعالى وأسمائه الحسنى وصفاته العظمى الواجبة له تعالى. فقدجاء فيما يجب الايمان به ان الله تعالى متصف بالعلم والارادة والقدرة، وأنه سبحانه فعال لما يريد وعلى هذا الأساس قامت عقيدة الايمان بالقضاء

والقدر، فكان الايمان بهما متمما للايمان بالله تعالى وصفاته، وعنصرا من حقيقته المشرقة. فعلم الله تعالى أحاط بكل شيء، وحسب علمه كتب كل شيء..[3]"

ایمان بالقضاء والقدر کا عقیدہ اسلامی عقائد میں سے ایک عقیدہ ہے جس کی بنیاد اللہ عزوجل پر ایمان یعنی ایمان باللہ پر ہے۔ ایمان بالقضاء والقدر کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کے اسمائے حسنیٰ کی صحیح معرفت حاصل ہوتی ہے۔ بالخصوص اللہ کی صفات علم، ارادہ اور قدرت پر ایمان رکھنا لازم ہوتا ہے اور یہ کہ اللہ سبحانہ جو چاہے وہ کر سکتا ہے۔ یہی وہ اساس ہے جس پر ایمان بالقضاء والقدر قائم ہوتا ہے اور ان دونوں قضا وقدر پر ایمان حقیقت میں ایمان باللہ کی تکمیل ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات پر ایمان لانا شامل ہے جو ایک روشن حقیقت ہے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ کا علم ہر شے پر محیط ہے اور اس علم کے مطالبہ اس نے ہر شے کو لکھ رکھا ہے۔

تقدیر کی دو اقسام ہیں جیسا کہ تفسیر مظہری میں ہے۔ ان القضاء علی نوعین قضاء مبرم و معلق۔ تقدیر مبرم اور تقدیر معلق۔[4](بے شک تقدیر کی دو اقسام ہیں۔ تقدیر مبرم اور تقدیر معلق)

تقدیر مبرم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض فیصلے اٹل ہیں جن میں بندہ بالکل بے اختیار اور مجبورِ محض ہے۔ وہ کس خاندان میں پیدا ہو کتنی عمر پائے، اسے کب موت آئے، یہ سب ایسے امور ہیں جن میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اٹل فیصلے ہیں اور ان میں بندہ مجبور ہے۔ آخرت میں اس کے بارے میں کوئی حساب کتاب نہیں ہے۔

تقدیر معلق یہ ہے کہ انسان سے گناہ سرزد ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ لیکن اگر بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کر لے یا صدقہ کرے تو اس سے وہ سزا ٹل سکتی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں سیدنا یونسؑ کی قوم کا واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے گناہوں کی پاداش میں ان پر عذاب نازل کرنے کا فیصلہ فرما دیا۔ مگر جب قوم نے اپنے کفر وشرک اور گناہوں سے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سے عذاب اٹھا لیا۔ اہل علم نے ایمان بالقدر کے چار اجزائے ترکیبی بیان کیے ہیں۔ سب سے پہلا جزو یہ ہے کہ اس پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ کو علم ازلی حاصل ہے جو اسے اشیاء کے وجود میں آنے سے بھی پہلے حاصل ہوتا ہے اور وہ انسانوں کے اعمال کے وقوع پذیر ہونے سے بھی پہلے ان کو جانتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس پر ایمان جازم لانا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا سارا علم لوح محفوظ میں ثبت کر دیا ہے۔ تیسرا جزو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت کاملہ سے سب کچھ

وجود میں آتا ہے۔ چوتھا درجہ عمل تخلیق کا ہے یعنی اس پر ایمان لانا کہ اللہ تعالی ہر شے کا خالق ہے اور اس کے سوا باقی سب اس کی مخلوق ہے۔

انہی اجزائے ترکیبی کو عقیدۃ أھل السنۃ والجماعۃ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

" وللقدر أربع مراتب المرتبة الأولى: العلم، فنؤمن بأن الله تعالى بكل شيء عليم، علم ما كان وما يكون وكيف يكون بعلمه الأولى الأبدى،فلا يتجدد له علم بعد جهل، ولا يلحقه نسيان بعد علم، المرتبة الثانية: الكتابة، فنؤمن بأن الله تعالى كتب في اللوح المحفوظ، ما هو كائن الى يوم القيامة : (ألم تعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ إِنْ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ) المرتبة الثالثة : المشيئة، فنؤمن بأن الله تعالى قد شاء كل ما في السماوات والأرض، لا يكون شيء الا بمشيئته، ماشاء الله كان ومالم يشألم يكن المرتبة الرابعة: الخلق، فتؤمن بأن (اللهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ o لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ) ."[5]

تقدیر کے چار مراتب ہیں: پہلا مرتبہ علم کا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کا علم رکھتا ہے۔ جو کچھ ہوا ہے اور جو کچھ ہو گا اور کیسے ہو گا، اس کا علم ازلی اسے حاصل ہے۔ اس کا علم تجدید کا محتاج نہیں اور نہ علم کے بعد اسے نسیان لاحق ہو سکتا ہے۔ دوسرا مرتبہ کتابت و تحریر کا ہے۔ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے لوح محفوظ میں وہ سب کچھ لکھ دیا ہے جو قیامت تک وقوع پذیر ہونے والا ہے۔ جیسا کہ فرمایا گیا: "أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ" (الحج ۲۲:۷۰) (کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان و زمین کی ہر شے اللہ کے علم میں ہے۔ سب کچھ ایک کتاب میں لکھا ہے اور یہ اللہ کے لیے بہت آسان ہے)۔ تیسرا مرتبہ مشیت کا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ کی مشیت سے ہے۔ اس کی مشیت کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے اور جو وہ نہ چاہے وہ ہو نہیں سکتا۔ چوتھا مرتبہ تخلیق کا ہے۔ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ : اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (الزمر، ۳۹-۶۲:۶۳) اللہ ہر شے کا خالق ہے اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ اس کے پاس آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں)۔

عقیدہ تقدیر کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی مشیت (یا ارادہ) اور اس کی رضا کی وضاحت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا گیا: **وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ**[6] (اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک اللہ رب العالمین نہ چاہے۔) مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ انسان کے چاہنے یا نہ چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ مشیت الٰہی کا یہ وہ دائرہ ہے جس میں انسان بالکل بے اختیار ہے۔ اس لیے اس کے بارے میں اس سے آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا۔ اللہ کی رضا یہ ہے کہ بعض کام اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور بعض نا پسند۔ جب کوئی شخص اپنے ارادے اور انتھیارے نماز پڑھتا ہے تو اس میں اللہ کی رضا ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نماز کا حکم دیا ہے۔ لیکن جب کوئی شخص چوری کرتا ہے اس میں اس کا اپنا ارادہ اور اختیار شامل ہوتا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے چوری کرنے سے منع فرمایا ہے اور اس پر سزا رکھی ہے انسان جس دائرے میں بااختیار ہے اس میں نیکی کرنے پر اسے ثواب ملے گا اور برائی کرنے پر وہ سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔ لیکن بعض لوگ تقدیر کا غلط مفہوم لے کر اپنے آپ کو نیک اعمال کرنے سے بچنے کا بہانہ بنا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری قسمت میں جو ہوگا وہ ہمیں مل ہی جائے گا اس کے لیے محنت اور کوشش بے کار ہے۔ اس طرح وہ اپنے آپ کو ایک عضو معطل بنا کر نیکی اور تقویٰ کے کاموں سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں اور خود فریبی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس عذر لنگ کے بارے میں علامہ اقبال نے کہا ہے

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا، خدا فریبی کہ خود فریبی

عمل سے فارغ ہوا مسلماں، بنا کے تقدیر کا بہانہ

قرآن مجید میں عقیدہ تقدیر کو توحید کے ضمن میں تصریف آیات کے اسلوب میں کئی مقامات پر بیان کیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الفرقان میں آیا ہے:

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا۔[7] (اور اس (اللہ) نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ پھر اس کی تقدیر کا اندازہ مقرر کیا۔) اس آیت کا سیاق کلام یہ ہے کہ اس سے پہلے سورۃ الفرقان کا آغاز ہوا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد ﷺ پر فرقان یعنی قرآن نازل ہونے کا ذکر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور رحمت جیسی صفات کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ پھر اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفات اخباری اسلوب میں بیان ہوئی ہیں کہ وہی کائنات کا بادشاہ ہے۔ اس کی کوئی اولاد نہیں۔ اس کی بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہی سب کا خالق ہے اور پھر آخر میں یہ فرمایا گیا اس نے ہر شے کی تقدیر بنائی ہے۔

کیونکہ وہی ہر چیز کی تقدیر مقرر کر سکتا تھا جو سب کا خالق و مالک بادشاہ حقیقی ہے جس کو اولاد کی ضرورت نہیں اور جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

تفسیر مراغی میں اس آیت کے تحت یہ تفسیر کی گئی ہے۔

" أي وأوجد كل شيء بحسب ما اقتضته إرادته المبنية على الحكم البالغة، وهيأه لما أراد به من الخصائص والأفعال التي تليق به، فأعدّ الإنسان للإدراك والفهم، والتدبر في أمور المعاش والمعاد، واستنباط الصناعات المختلفة، والانتفاع بما في ظاهر الأرض وباطنها، وأعدّ صنوف الحيوان للقيام بأعمال مختلفة تليق بها وبإدراكها."[8]

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے ساتھ ہر شے کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ پھر ہر شے میں اس کے مناسب خصائص اور افعال رکھ دیئے ہیں۔ انسان میں ادراک و فہم اور عقل و تدبر کی صلاحیت رکھی ہے جس سے وہ اپنے دینوی معاملات ٹھیک کر لیتا ہے۔ کئی ایجادیں کر لیتا ہے۔ دنیا میں ظاہری اور باطنی فوائد حاصل کر لیتا ہے۔ اسی طرح مختلف حیوانات کو بھی ایسے اعمال اور ادراک سے نوازا گیا جن سے وہ اپنی گزر اوقات کرتے ہیں۔

اس آیت میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید ربوبیت کا یہ لازمی تقاضا تھا کہ وہ تمام اشیاء کے لیے تقدیر مقرر کر دیتا، کیونکہ وہی خالق ہے۔ جب کوئی اور خالق نہیں ہے تو وہ اشیاء کی تقدیر بنانے کا اہل نہیں ہے۔ پھر اس سے شرک کی بھی تردید ہو جاتی ہے۔ سورۃ القمر میں تقدیر کے مضمون کو تصریف کے اسلوب میں ذکر کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ[9] (بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک خاص اندازے اور تقدیر سے پیدا کیا۔) اس آیت کا سیاق و سباق یہ ہے کہ اس میں پہلے آخرت کا ذکر آیا ہے جہاں مجرم لوگ دوزخ کے عذاب میں ڈالے جائیں گے۔ پھر تقدیر کا ذکر آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی تقدیر بنائی ہے اور اس کے لیے قوانین فطرت ٹھہرا دیئے ہیں۔ جزا و سزا کا قانون بھی اس کا بنایا ہوا ہے جس کے تحت آخرت میں لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق ثواب و عذاب ہو گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت کا مظہر ہے کہ اس نے مخلوقات کی تقدیر مقرر کر دی اور ایسے تکوینی قوانین مقرر کر دیئے جن سے کوئی مخلوق باہر نہیں جا سکتی۔

اس آیت میں پنہاں حکمت کی نشاندہی امام طبری نے ان الفاظ میں کی ہے:

"وقوله (اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ) يقول تعالى ذكره: انا خلقنا كل شيء بمقدار قدرناه وقضيناه، وفي هذا بيان، أن الله

جل ثناؤہ، توعد ھوٰلاء المجرمین علی تکذیبھم فی القدر مع کفرھم بہ۔"[10]

اِنَّا کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقۡنٰہُ بِقَدَرٍ کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ہر چیز کو اس کی مقدار کے لحاظ سے پیدا کیا ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ نے مجرم کفار کو وعید سنائی ہے جو تقدیر کو جھٹلاتے تھے۔

گویا مجرموں کو برے انجام سے ڈرایا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ جس قیامت کے منکر ہیں،اس کا وقوع یقینی ہے اور اس کا وقت مقرر ہے۔قیامت کے دن اعمال کا مواخذہ ہوگا لہذا انسان دھوکے میں مبتلا ہونے کی بجائے اپنی اصلاح کرے۔

دوسری حکمت یہ بھی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے علم کلی کو بیان کیا گیا ہے۔جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں ہے:

" ولہذا یستدل بہذہ الایہ الکریمۃ ائمۃ السنۃ علی اثبات قدر اللہ بالقضاء والقدر السابق لخلقہ، وھو علمہ الاشیاء قبل کونہا وکتابتہ لہا قبل برئہا "[11]

اہل سنت کے ائمہ کرام نے اسی آیت کریمہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے ہی ان کی تقدیر مقرر کردی تھی جس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمام اشیاء کو جود میں اللہ سے پہلے ہی ان کے بارے میں علم تھا اور ہر شے کی پیدائش سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اسے (لوح محفوظ میں) لکھ دیا تھا۔

گویا آیت میں تقدیر عام کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

مزید برآں آیت میں یہ حکمت بھی پوشیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمع متکلم کے شاہانہ انداز میں اپنے خالق ہونے اور مخلوقات کے لیے تقدیر کا ضابطہ مقرر کرنے کا اعلان کیا ہے جو ایک طرف توحید ربوبیت کا اثبات کرتا ہے تو دوسری طرف شرک وبت پرستی کی نفی کر دیتا ہے۔کیونکہ جو چیز نہ کسی شے کی خالق ہو اور نہ اس کی تقدیر بنانے والی ہو تو وہ معبود کیسے ہو سکتی ہے اور اسے کسی طرح خالق کائنات کا شریک بنایا جا سکتا ہے۔سورۃ الاعلیٰ میں تقدیر سے متعلق آیت کو تعریف کے اسلوب اخباری میں بیان کیا گیا ہے۔فرمان الٰہی ہے۔وَالَّذِیۡ قَدَّرَ فَہَدٰی[12] (اور جس نے (ہر چیز) کا اندازہ مقرر کیا، پھر اسے ہدایت دی۔اس آیت کا سیاق کلام یہ ہے کہ اس میں پہلے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے کا حکم ہے۔پھر اس کی چند صفات بیان ہوئی

ہیں کہ وہی سب کا خالق ہے اور سب کو اچھی شکل وصورت عطا کرنے والا ہے۔اس نے سب اشیاء کی تقدیر بنائی ہے جیسا کہ مفسر بیضاوی نے لکھا ہے۔

" وَالَّذِي قَدَّرَ أي قدر أجناس الأشياء و أنواعها وأشخاصها ومقاديرها وصفاتها و أفعالها وآجالها"[13]

وَالَّذِي قَدَّرَ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کی جنس، نوعیت، تشخص، مقدار، صفات،افعال اور مدت وعمر مقرر کر رکھی ہے۔

لہذا جو ہستی خالق ہے۔سب سے اعلیٰ ہے۔ہر شے کو درست طور پر بنانے والی ہے۔وہی اس کی مستحق ہے کہ اس کی تسبیح کی جائے۔اس کی عبادت کی جائے۔اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔اس کے مقرر کردہ قوانین واحکام کی پابندی کی جائے۔

اس آیت میں ایک حکمت یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالی کی عظمت وجلالت کو بیان کیا گیا ہے۔اس آیت کے ضمن میں تفسیر المنیر میں ہے۔

"وهذه الأوصاف تدل على كمال القدرة وتمام الحكمة والعلم "[14]

یہ اوصاف اللہ تعالی کی قدرت کے کمال،اسکی حکمت تامہ اور علم کامل پر دلالت کرتے ہیں

۔

علاوہ ازیں آیت میں یہ حکمت بھی مضمر ہے کہ یہ بیک وقت توحید ربوبیت اور توحید عبادت کا اثبات کرنے کے علاوہ شرک کی تردید بھی کر دیتی ہے۔گویا تسبیح وعبادت صرف اسی اللہ کے لیے جائز ہے جو سب سے اعلیٰ و بالا ہے۔ سب کا خالق ہے جس نے سب کے لیے تقدیر کے قوانین وضوابط مقرر رکھے ہیں اور جس کا کوئی شریک نہیں۔

عقید وتقدیر کی حقیقت کو سورۃ الرعد میں تصریف آیات کے اخباری اسلوب میں بھی بیان کیا گیا ہے۔اللہ عزوجل فرماتے ہیں وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ[15] (اور ہر چیز کا اندازہ اس کے ہاں مقرر ہے۔)اس آیت کا سیاق کلام یہ ہے کہ اس میں پہلے اللہ تعالی کے علم کی وسعت کا ذکر آیا ہے کہ وہ ہر ظاہر اور پوشیدہ چیز کا علم رکھتا ہے۔اسے ہر مادہ کے حمل کی موجودگی کا اور اسے جنم دینے کے وقت کا علم ہوتا ہے۔اس کے بعد فرمایا کہ اس کے ہاں ہر چیز ایک خاص مقدار کے ساتھ پائی جاتی ہے۔اس نے

ہر شے کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔اس کا علم ہر شے کو محیط ہے اور اس نے ہر چیز کے لیے اس کی تقدیر کا ایک دائرہ متعین کر دیا ہے جس سے وہ باہر نہیں نکل سکتی۔

آیت میں تقدیر عمری کی طرف اشارہ ہے کہ ہر شے کی اجل اس کے رزق اور زندگی کی ایک مدت مقرر ہے۔ اس میں یہ حکمت کارفرما ہے کہ تقدیر کے بیان میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور وسعت علم جیسی صفات کو توحید کے دلائل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔دوسری حکمت یہ بھی پوشیدہ ہے کہ اللہ سبحانہ کا علم ہر شے کو محیط ہے۔وہ ظاہر و باطن سے واقف ہے۔بندے کے اعمال سے باخبر ہے۔اللہ وہ ہستی ہے جو ہر چیز کا علم رکھتی ہے تو اس سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ وہ بندوں کے اعمال سے بھی بخوبی واقف ہے۔اللہ رب العزت اپنے بندوں کی نیکیوں اور برائیوں کی مقدار کا حساب رکھتا ہے اور قیامت کے دن لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق جزاو سزا دی جائے گی۔

آیت سے ان لوگوں کا بھی رد ہو جاتا ہے جو کسی زمانے میں اس بات کے قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ صرف کلیات کا علم رکھتا ہے۔ ان کے خیال کے مطابق حق تعالیٰ کو جزئیات سے آگاہی صرف اس وقت ہوتی ہے جب وہ وقوع پذیر ہو جائیں۔تقدیر کا اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ ہر چیز کی کمیت و کیفیت اور کلیات و جزئیات سے باخبر ہے۔

سورۃ الطلاق میں بھی تقدیر کا ذکر آیا ہے۔اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔قَدۡ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیۡءٍ قَدۡرًا[16] (اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔) یہ آیت اس سیاق کلام میں ہے کہ اگر میاں بیوی میں طلاق کے نتیجے میں جدائی ہو جائے تو ان میں سے کسی کو بھی اپنی روزی کے معاملے میں اور مستقبل کے بارے میں پریشان اور مایوس نہیں ہونا چاہیے۔بالخصوص عورت کو اس حوالے سے زیادہ فکر مندی ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے زوجین کی تسلی کے لیے فرمایا کہ اس جدائی کے بعد بھی وہی اللہ روزی دے گا جو پہلے دیتا تھا۔ایسی صورت میں ان کو اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے اور اپنے مقدر اور مقسوم پر قانع رہنا چاہیے۔عورت یہ خیال نہ کرے کہ طلاق کے بعد اس کا کوئی سہارا نہ ہو گا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کا سہارا ہے جس کی ربوبیت اور رزاقیت پر یقین ہونا چاہیے کہ وہی ہر حال میں اس کی کفالت و صیانت فرمائے گا۔

آیت کا اسلوب اخباری ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ انسان کو اطمینان دلایا گیا ہے کہ وہ ہر طرح کے نامراد حالات میں اپنے مقدر پر راضی رہے اور روزی کے بارے میں زیادہ فکر مند نہ ہو۔بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرے اور جو کچھ اس کے دائرہ اختیار میں نہیں اس کے بارے میں مایوسی اور بددلی کا شکار نہ ہو۔بلکہ جو کچھ اسے میسر ہو اسی میں اپنی سعی

وکاوش کرے اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے تاکہ اسے دنیا اور آخرت کی سعادتیں حاصل ہو سکیں۔امام زمخشری اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

> "وهذا بيان لوجوب التوكل على الله، وتفويض الأمر اليه، لأنه اذا علم أن كل شيء من الرزق ونحوه لا يكون الا بتقديره وتوقيته: لم يبق الا التسليم للقدر والتوكل"[17]
>
> اس آیت میں اللہ پر توکل کے وجوب کا بیان ہے کہ انسان اپنے معاملے کو اللہ تعالی کے سپرد کردے۔کیونکہ جب اسے معلوم ہوگا کہ ہر چیز مثلا رزق وغیرہ کا تعلق تقدیر ہے تو وہ تقدیر کو تسلیم کرکے اللہ تعالی پر توکل کرے گا۔

دوسری حکمت آیت میں یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ہر چیز کی مدت اور اس کا وقت متعین کردیا ہے جس میں تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی۔ لہذا انسان نہ شکوے کرے اور نہ عجلت سے کام لے بلکہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنی تقدیر پر قانع رہے۔

قرآن مجید کے دیگر مقامات پر بھی عقید و تقدیر کے مضمون کا ذکر ملتا ہے جیسا کہ سورۃ عبس میں فرمایا گیا۔ قُتِلَ الْاِنسَانُ مَا اَکْفَرَہُ٥ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ٥ مِن نُّطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَہُ[18] ٥(ہلاک ہو انسان کتنا ناشکرا ہے؟اسے اس(اللہ) نے کسی چیز سے پیدا کیا۔ حقیر بوند سے اسے پیدا کیا۔ پھر مناسب اندازے سے بنالیا۔)اس آیت کا سیاق کلام یہ ہے کہ اس میں انسان کے کفران نعمت اور ناشکری کی طرف اشارہ ہے جو وہ اللہ تعالی کی شکر گزاری اور عبادت کرنے کی بجائے شرک کرتا اور اصنام پرستی کا مرتکب ہوتا ہے۔اسے اللہ تعالی نے اس مقام پر اس کی اوقات یاد دلائی ہے کہ وہ غور کرے کہ کس چیز سے اسے پیدا کیا گیا۔ پانی کی ایک حقیر بوند نطفے سے اس کی تخلیق ہو گیا۔

اس آیت کا سیاق کلام یہ ہے کہ اس میں انسان کے کفران نعمت اور ناشکری کی طرف اشارہ ہے جو وہ اللہ تعالی کی شکر گزاری اور عبادت کرنے کی بجائے شرک کرتا اور نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے۔اسے اللہ تعالی نے اس مقام پر اس کی اوقات یاد دلائی ہے کہ وہ غور کرے کہ کسی چیز سے اسے پیدا کیا گیا۔پانی کی ایک حقیر بوند نطفے سے اس کی تخلیق ہوئی۔

اب وہ اتنا خود سر، سرکش اور ناشکرا ہے کہ اسے احکام الٰہی کی پرواہ ہی نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر عمری بنائی۔ پیدائش سے قبل ہی اس کے اعمال، عمر، رزق اور اس کا خوش بخت یا بد بخت ہونا لکھ دیا جاتا ہے۔ تکوینی طور پر اسے بے اختیار رکھا مگر تشریعی دائرے میں اسے بااختیار بنایا کہ چاہے خیر کو اپنائے یا شر کو۔ اسے راہ ہدایت بھی دکھا دی مگر وہ اس پر گامزن ہونے سے انکاری ہے۔

اس آیت کا اسلوب تعجبی ہے۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ بندے کو چاہیے کہ جس خدا نے اسے وجود بخشا اور اس کے لیے تقدیر بنائی۔ وہی اس لائق ہے کہ صرف اس کی عبادت اور فرمانبرداری کی جائے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے۔ اس آیت میں تقدیر کا ذکر کرنے کی مصلحت یہ بھی ہے کہ اس سے ان لوگوں کی مذمت کرنا مقصود ہے جو آخرت کے منکر ہیں۔

مولانا امین احسن اصلاحی اس سلسلے میں تحریر کرتے ہیں:

> "ظاہر ہے کہ یہ تدریج و تقدیر خدا کی قدرت و حکمت اور اس اہتمام پر دلیل ہے جو انسان کی تخلیق میں نمایاں ہے اور یہ قدرت اور یہ اہتمام اس امر کی دلیل ہے کہ انسان کوئی عبث چیز نہیں ہے بلکہ اس کی خلقت ایک عظیم غایت کے لیے ہے جس کا بدیہی تقاضا یہ ہے کہ اسے مرنے کے بعد اٹھایا جائے، اس کا حساب ہو، اس کو جزا یا سزا ملے۔ ساتھ ہی انسان کی تخلیق میں خدا کی جو قدرت نمایاں ہے وہ اس بات کی ناقابل تردید دلیل ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا ذرا بھی مستبعد نہیں ہے۔"[19]

قدر و قضا میں فرق و امتیاز

تقدیر کے مبحث میں قدر کے ساتھ ساتھ قضا کا لفظ بھی آتا ہے۔ عام طور پر قضا کو قدر یا تقدیر کا مترادف سمجھا جاتا ہے۔ لیکن بعض اہل علم نے ان دونوں میں فرق بھی کیا ہے۔ جیسا کہ مصنف ناصر بن علی لکھتے ہیں

> " من العلماء من فرق بين القضا والقدر ومنهم من اعتبرها شيئاً واحداً"[20]

بعض علماء قضاء اور قدر میں فرق کرتے ہیں اور بعض ان دونوں کو ایک ہی شے قرار دیتے

ہیں۔

وہ اہل علم جو قدر اور قضا میں فرق کرتے ہیں، ان کے نزدیک قضا سے مراد اللہ تعالی کے ہاں کسی چیز کا پیشگی علم ہے اور قدر اور تقدیر سے مراد اس علم کے مطابق کسی شے کو وجود بخشنا ہے۔

جرجانی ان کا فرق کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

" والفرق بين القدر والقضاء هو ان القضا وجود جميع الموجودات في اللوح المحفوظ مجتمعة، والقدر وجودها متفرقة في الأعيان بعدحصول شرائطها"[21]

قدر (تقدیر) اور قضا میں یہ فرق ہے کہ قضا سے مراد لوح محفوظ میں تمام موجودات کا علم ہے جب کہ قدر سے مراد اسی علم کے مطابق مختلف اشیاء کا ظہور پذیر ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں قضاء کا لفظ آیا ہے جیسا کہ انسانی زندگی اور موت کے مقررہ وقت کے لیے یہ لفظ مستعمل ہے۔ارشاد باری تعالی ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن طِينٍ ثُمَّ قَضَى أَجَلاً[22]

اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔تمہاری زندگی کی مدت مقرر کی۔

اسی طرح سات آسمانوں کی تخلیق کو بھی تصریف کے اسلوب میں قضا کا نام دیا گیا ہے۔فرمان الہی ہے۔

فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ[23]

پھر اس (اللہ) نے دو دنوں میں سات آسمان بنا لیے۔

قضا کو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب اللہ تعالی کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو اسے کہتا ہے ہو جاؤ تو وہ ہو جاتا ہے۔قرآن میں اس مضمون کو تصریف کے اسلوب میں کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے جیسے سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہوا کہ

وَإِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ[24]

اور جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو پس یہ فرما دیتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔

سورۃ آل عمران میں فرمایا گیا:

إِذَا قَضَى أَمْراً فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ[25]

جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔

سورۃ البقرہ میں پہلے اس بات کی تردید کی گئی ہے کہ اللہ اولاد رکھتا ہے۔ فرمایا اسے اولاد کی حاجت نہیں وہ اس سے بلند و برتر ہے کہ اس کی اولاد ہو۔ وہ آسمانوں اور زمین کا خالق و مالک اور بے نیاز ہے۔ وہ اکیلا زبردست ہے وہ اپنی قدرت سے جب چاہے کسی چیز کو حکم دے تو اس کے حسب منشا وہ ہو جاتی ہے۔

سورۃ آل عمران کے آیت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خرق عادت پیدائش کا ذکر ہے جس کو بنیاد بنا کر عیسائیوں نے ان کو اللہ کا بیٹا قرار دیا۔ اس کے رد میں اللہ تعالیٰ نے اخباری اسلوب میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو وہ کام اسی وقت ہو جاتا ہے۔ یہی معاملہ عیسیٰؑ کی ولادت کا ہے۔ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ظہور ہے۔

گویا قضا کا پہلا مرحلہ علم و ارادے کا ہے اور اس کا دوسرا مرحلہ تخلیق فعل کا ہے۔

خلاصہ بحث

عقیدہ تقدیر کی بحث سے اس امر کی صراحت ہو جاتی ہے کہ قرآن مجید میں کسی بھی مضمون کو محض تکرار کے لیے بیان نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں بطور تذکر و تذکیر اور تلوین و تنوع کسی جگہ پر مضمون کے ایک پہلو کا ذکر کیا جاتا ہے تو دیگر مقامات پر مضمون کے مختلف زاویوں کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ ان تمام مقامات کو پیش نظر رکھتے ہوئے قاری کے سامنے تمام پہلوؤں کی وضاحت ہو جاتی ہے اور معانی و مفاہیم کی افہام و تفہیم میں کس قسم کا ابہام باقی نہیں رہتا ہے۔ قرآن میں ایمان بالقدر والقضاء کو کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ ایمان کے اہم اجزا میں شامل ہے، اس لیے اسے مختلف اسالیب کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور اس میں مختلف حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ کہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کے کامل علم اور حکمت کا شعور دلایا جاتا ہے۔ کہیں انسان کو اس کی اصل حقیت باور کرائی جاتی ہے کہ وہ کس قدر بے بس ہے اور اپنی اس کمزوری کے سبب اس میں عاجزی و انکساری پیدا ہونی چاہیے۔ اسے اپنی زندگی کی حقیقت سمجھ لینی چاہیے۔ تقدیر کا عقیدہ انسانی شخصیت میں مثبت تبدیلی لاتا ہے۔ اس کا اثر اس کے ایمان، اخلاق اور نفسیات پر نمایاں طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اسی وجہ سے قرآن میں مختلف مقامات پر اس عقیدے کو بیان کیا گیا تا کہ انسان کے دل و دماغ میں یہ عقیدہ

راسخ ہو جائے۔ علاوہ ازیں یہ قرآن کا معجزہ ہے کہ ایک ہی مضمون کو دلکش انداز میں اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ پڑھنے والا اس سے بیک وقت نہ صرف لطف اندوز ہوتا ہے بلکہ اپنے عقیدے اور عمل کی اصلاح بھی کر لیتا ہے۔ عموماً لوگ تقدیر کے معاملے میں غلط فہمی یا ابہام کا شکار ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں قضا و قدر، اللہ کی رضا اور مشیت کا فرق بھی نہایت اعلیٰ انداز میں سمجھایا گیا ہے۔ کہیں اخباری اسلوب کو اختیار کیا گیا ہے تو کہیں تعجبی اسلوب کو۔ گویا قرآن مجید کا عقیدہ تقدیر کے بارے جو طرزِ استدلال ہے، اس سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اپنے طرزِ بیان اور فصاحت و بلاغت میں بے مثال ہے۔

حوالہ جات و حواشی

[1] مسلم بن الحجاج، ابو الحسن القشيرى، صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب معرفة ايمان، و اسلام ، و القدر، (دار احياء التراث العربى،بيروت)، رقم الحديث:1

Ṣaḥīḥ Muslim - kitābu al-īmān - bāb: maʿrifatu al-īmān wa-al-islām wa-al-qadr,(Bayrūt, Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī), Hadith No: 1

[2] د صلاح عبد الفتاح الخالدي، القرآن و نقض مطاعن الرهبان، ، (دمشق،، دار القلم الطبعة، الأولى١٤٢٨ ھ)، ١: ٣٤٢

Dr. Ṣalāḥ ʿAbd al-Fattāḥ al-Khālidī, al-Qurʾān wa Naqḍ Maṭāʿin al-Ruhbān, (Dimashq, Dār al-Qalam, al-ṭabʿah al-ūlā 1428 H), 1:342.

[3] حسن، محمد ايوب، تبسيط العقائد الاسلامية،(بيروت، والندوة الجديدة ، ١٤٠٣ ھ) ص:١٠٣

Ḥasan, Muḥammad Ayyūb, Tabsīṭ al-ʿAqāʾid al-Islāmiyyah, ,(Bayrūt ،al-Nadwah al-Jadīdah, 1403 H), Pg: 103.

[4] مظهرى، محمد ثناء الله، تفسير مظهرى، محقق: غلام نبى التونسي،(الباكستان، مكتبة الرشدية ،١٤١٢ھ)،١٠:٧٢

Maẓharī, Muḥammad Thanāʾ Allāh, Tafsīr Maẓharī, muḥaqqiq: Ghulām Nabī al-Tūnsī, (al-Bākistān, Maktabah al-Rashīdiyyah, 1412 H), 10:72.

عثيمين، محمد بن صالح، عقيده اهل السنة و الجماعة،(المدينة المنورة ،الجامعة الاسلامية ، ١٤٢٢ھ)،٢٧ [5]

ʿUthaymīn, Muḥammad bin Ṣāliḥ, ʿAqīdah Ahl al-Sunnah wa al-Jamāʿah, (al-Madīnah al-Munawwarah, al-Jāmiʿah al-Islāmiyyah, 1422 H), 27.

[6] التکویر ۸۱:۲۹

.Al-Takwī r 81:29

[7] الفرقان ۲:۲۵

Al-Furqān 25:2

[8] مراغی، احمد بن مصطفی، تفسیر المراغی،(مصر شرکت مکتبة مصطفی البابی الحبلی و اولاده، ، الطبعة الأولی، ۱۳۶۵ھ)، ۱۴۸:۱۸

Marāghī, Aḥmad bin Muṣṭafā, Tafsīr al-Marāghī, (Miṣr, Sharikat Maktabat Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī wa Awlāduh, al-ṭabʿah al-ūlā, 1365 H), 18:148.

[9] القمر ۵۴:۴۹

Al-Qamar 54:49

[10] طبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن (تفسیر الطبری)، محقق: احمد محمد شاکر، (موسسة الرسالة، ۱۴۲۰ھ)، ۲۲: ۶۰۴

Ṭabarī, Muḥammad bin Jarīr, Jāmiʿ al-Bayān fī Tawīl al-Qurʾān (Tafsīr al-Ṭabarī), muḥaqqiq: Aḥmad .Muḥammad Shākir, (Mawsūʿat al-Risālah, 1420 H), 22:604

[11] ابن کثیر، ابو الفداء، اسماعیل، تفسیر القرآن العظیم، محقق: سامی بن محمد سلامة،(دارطیبة للنشر والتوزیع، ۱۴۲۰ھ)، ۷: ۴۸۲

Ibn Kathir, Abū al-Fidā', Ismāʿīl, Tafsīr al-Qur'ān al-ʿAẓīm, muḥaqqiq: Sāmī bin Muḥammad Salāmah, (Dār Ṭayyibah li-l-Nashr wa-l-Tawzīʿ, 1420 H), 7:482.

[12] الاعلیٰ ۳:۸۷

Al-A'la 87:3

[13] بیضاوی، ناصر الدین ابو سعید عبداللہ بن عمر، انوارالتنزیل واسرارالتاویل، محقق: محمد عبدالرحمن المرعشیلی،(بیروت،داراحیاء التراث العربی، ، ۱۴۱۸ھ)،۵: ۳۰۵

Bayḍāwī, Nāṣir al-Dīn Abū Saʿīd ʿAbd Allāh bin ʿUmar, Anwār al-Tanzīl wa Asrār al-Taʾwīl, muḥaqqiq: Muḥammad ʿAbd al-Raḥmān al-Marʿashlī, (Bayrūt, Dār Aḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1418 H), 5:305.

[14] زحیلی، وھبة بن مصطفی، د، التفسیر المنیر فی العقیدة والشریعة والمنھج،(، دمشق، دارالفکر المعاصر ، ۱۴۱۸ھ)، ج ۳۰: ۱۹۳

Zuḥaylī, Wahbah bin Muṣṭafá, D., al-Tafsīr al-Munīr fī al-ʿAqīdah wa al-Sharīʿah wa al-Manhaj, (Dimashq, Dār al-Fikr al-Muʿāṣir, 1418 H), 30:193.

[15] الرعد ۸:۱۳

Al-Ra'd 13:8

16 الطلاق ٦٥:٣

Al-Ṭalāq 65:3

17زمخشری، ابو القاسم محمود بن عمرو، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، (بیروت ،دارالکتب العربی ، ۱۴۰۷ھ)۴: ۵۵۶

Zamakhsharī, Abū al-Qāsim Maḥmūd bin ʿAmr, al-Kashshāf ʿan Ḥaqā'iq Ghawāmidh al-Tanzīl, .(Bayrūt, Dār al-Kutub al-ʿArabī, 1407 H), 556:4

18 عبس ۸۰: ۱۹،۱۸،۱۷

Abasa 80:17,18,19'

19 اصلاحی، امین احسن، مولانا، تدبر قرآن،(، لاہور، فاران فاؤنڈیشن ، ۲۰۰۹ء)، ۹: ۲۰۶

Iṣlāḥī, Amīn Aḥsan, Maulānā, Tadabbur-i Qur'ān, (Lāhaur, Fārān Fāʾundēshn, 2009 AD), 9:206

20 ناصر بن علی عایض، مباحث العقیدۃ فی سورۃ الزمر،(الریاض، مکتبۃ الرشد ، ۱۴۱۵ھ)، ۴۹۴

Nāṣir bin ʿAlī ʿĀyidh, Mabāḥith al-ʿAqīdah fī Sūrat al-Zumar, (al-Riyāḍ, Maktabah al-Rashīd, 1415 H), 494.

21 جرجانی، علی بن محمد، کتاب التعریفات،(بیروت، دار الکتاب العلمیۃ، ، ۱۴۰۳ھ)، ۱: ۱۷۴

.Jurjānī, ʿAlī bin Muḥammad, Kitāb al-Taʿrīfāt, (Bayrūt, Dār al-Kutub al-ʿIlmīyyah, 1403 H), 1:174

22 الانعام ٦:٢

Al-An'am 6:2

23 حٰمٓ السجدہ: ۴۱: ۱۲

Ḥā Mīm Sajdah 41:41

24 البقرۃ۲: ۱۱۷

Al-Baqarah 2:117

25 آل عمران ۳: ۴۷

Āl ʿImrān 3:47